سیر و سوانح

چھٹی ساتویں صدی ہجری کے ایک نامور لاہوری محدث

حسن بن محمد صغانی

(۵۷۷-۶۵۰ھ/۱۱۸۱-۱۲۵۲ء)

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ داؤدی

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کے ورود کا ایک دروازہ درۂ خیبر ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں سلطان محمود غزنوی (۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) کے ہمراہ اس راستہ سے بکثرت مسلمان شمالی ہند میں داخل ہوئے۔ ۴۱۲ھ میں سلطان محمود غزنوی نے لاہور فتح کیا اور پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سلطان محمود غزنوی حنفی مسلک ترک کر کے شافعی مسلک اختیار کر چکا تھا[1]۔ اور ڈاکٹر محمد اسحاق کے بقول "غزنوی سلاطین، جو شافعی مسلک کے پیرو تھے، کے عہد میں لاہور علم حدیث کا ایک مرکز بن گیا تھا اور چھٹی صدی ہجری کے آخر تک اپنی تابانیاں بکھیرتا رہا[2]۔ علمی و ثقافتی مرکز کی حیثیت سے لاہور کی شہرت ہند سے باہر دوسرے ملکوں میں بھی پھیل گئی تھی۔ امام سمعانی (۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء) کا "الانساب" میں لاہوری نسبت والے محدثین کا ذکر اس کا بین ثبوت ہے[3]۔

قال الرسول کے نغمہ ہائے دلنواز سے معمور لاہور میں، ہند اور وسط ایشیا کے فقہ کا غلبہ رکھنے والے ممالک میں علم حدیث کا علم بلند کرنے والے، صحیح بخاری کا مروجہ نسخہ ترتیب دینے والے، احادیث موضوعہ کی جانچ پڑتال کے لیے کئی ایک درائتی معیار بیان کرنے والے "مشارق الانوار" کے مرتب نامور محدث ابو الفضائل رضی الدین حسن بن محمد بن حسن صغانی (صاغانی) لاہوری ۱۰ صفر ۵۷۷ھ/۱۱۸۱ء میں پیدا ہوئے[4]۔ آپ کے والد صغان (معرّب از چغان نزد مرو) ماوراء النہر سے ہجرت کر کے پہلے غزنہ اور پھر وہاں سے لاہور آ کر قیام پذیر ہو گئے تھے۔

امام صغانی نے اوائل عمر میں ابو عبید القاسم بن سلّام (۲۲۰ھ/۸۵۴ء) کی "غریب الحدیث"

زبانی یاد کر کے ایک ہزار دینار بطور انعام حاصل کیے[۴] انھوں نے ہند، غزنہ، بغداد، مکہ معظمہ، یمن (عدن) وغیرہ کے طویل اسفار کر کے نامور محدثین سے بکثرت احادیث سنیں ۶۰۵ھ میں مکہ معظمہ میں "سنن ابی داؤد" کی سماعت کی۔ اپنے والد محترم کے علاوہ ہند میں قاضی سعد الدین بن خلف بن محمد الکروری الحسن آبادی، مکہ میں ابوالفتوح نصر بن ابی الفرج بن محمد بن علی الحصری، یمن میں قاضی ابراہیم بن احمد بن سالم القریظی، بغداد میں ابو منصور سعید بن محمد بن الرزاز البغدادی اور ہشیم بن کلیب بن شریح بن معقل شاشی جیسے نامور محدثین سے سماع حدیث کا شرف پایا[۵] ان کے بارے میں ان کے نامور شاگرد شرف الدین عبد المومن بن خلف الدمیاطی (۷۰۵ھ/۱۳۰۵ء) فرماتے ہیں:۔

انہ کان اماما فی اللغۃ والفقہ والحدیث[۶]	وہ لسانیات، فقہ اور حدیث کے امام تھے۔

امام صغانی دیگر علوم کے علاوہ حدیث نبوی کے حصول کے انتہائی دلدادہ تھے انھوں نے اخذ و تحملِ حدیث کے شوق کو پورا کرنے کی خاطر مختلف ممالک کی علمی سیاحت کی اور آخر کار علمِ حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہوئے۔ وہ جہاں بھی تشریف لے جاتے لوگ حدیث نبوی سننے اور سیکھنے کی غرض سے ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ عوام الناس سے بڑھ کر خلیفۃ الناصر جیسے طالبانِ حدیث نبوی کی صف میں شامل شاہانِ وقت نے بھی ان سے حدیث کا سماع کیا اور آپ نے شاہ و گدا کو چشمۂ سنتِ نبوی سے سیرابی کے یکساں مواقع فراہم کیے۔ امام ذہبی (۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) نے بھی "سیر اعلام النبلاء" میں امام صغانی سے صحیح سند نقل کی ہے[۷]

طالبانِ حدیث نبوی کو احادیث مبارکہ بیان کرنے کے بارے میں اپنے اہم فیصلے کا "مشارق الانوار" میں یوں ذکر کرتے ہیں:

"۱۱ ربیع الاول ۶۲۲ ہجری ہفتہ کی رات بستر پر دراز ہوتے وقت میں نے دعا کی۔ اے اللہ! مجھے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب فرما۔ جس کے بارے میں تو میرے اشتیاق سے خوب آگاہ ہے۔ چنانچہ میں نے ابتدائی رات میں تھوڑی سی نیند کے بعد خواب میں دیکھا کہ گویا میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک سرسبز و شاداب مقام پر ہیں اور میرے کچھ رفقا ہم سے قدرے نیچے کھڑے ہیں۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ جس مچھلی کو دریا نے باہر پھینک دیا ہو اور وہ مرگئی ہو کیا وہ حلال ہے تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ہاں۔ تو میں نے نیچے کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا جناب انھیں یہ بات بتلادیں، کیونکہ وہ میری یہ بات نہیں مانتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں، مجھے عیب لگاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو آپؐ نے ایسی بات فرمائی جس کے الفاظ تو مجھے یاد نہیں ہیں البتہ اس کا مفہوم یہ تھا کہ تو نے میرا قول (میری حدیث) ان پر پیش کیا جو اسے تسلیم نہیں کرتے۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر انھیں ملامت و نصیحت کرنے لگے۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا" اس رات کے بعد میں آپؐ کی حدیث صرف ان لوگوں کے سامنے پیش کروں گا جو آپؐ کو اپنے جھگڑوں میں حکم مانتے ہیں اور آپ کے فیصلوں کو بادل نخواستہ قبول کرنے کے بجائے بصد شوق تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسروں پر حدیث نبوی کو پیش کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔[۹]

امام صغانی کے ہاں حجیتِ حدیث و مقام سنت نبوی کو اس فیصلہ کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے۔ امام صغانی نے عباسی خلیفہ الناصر (۵۷۷۔۶۲۳ھ/۱۱۸۱م-۱۲۲۶ء) اور خلیفہ المستنصر (۶۲۴-۶۴۵ھ/۱۲۲۷-۱۲۴۷ء) کی طرف سے ۶۱۷ھ تا ۶۳۷ھ تک دہلی میں بطور سفیر خدمات سرانجام دیں۔ ۷۳ سال کی عمر میں شعبان ۶۵۰ھ/اکتوبر ۱۲۵۲ء میں بغداد میں وفات پائی۔ عارضی تدفین وہیں کی گئی اور پھر وصیت کے مطابق لاش مکہ معظمہ لے جائی گئی اور فضیل بن عیاض (۱۸۷ھ/۸۰۲ء) کے قرب میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس آرزو کی تکمیل کی خاطر میت مکہ معظمہ لے جانے والوں کو پچاس دینار دینے کی بھی انھوں نے وصیت کی تھی۔[۱۰]

امام صغانی کثیر التصانیف ہیں۔ انھوں نے لغت، حدیث، تاریخ اور فقہ کے علاوہ بعض کتابوں کی شرح میں اب تک معلوم مطبوع یا مخطوط (علی اختلاف التحقیق) ۴۶ یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ان میں علم حدیث سے متعلق کتب خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد ضعیف اور موضوع کے بجائے صحیح احادیث نبوی کو مقبول عام بنانا تھا۔ جنھیں پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے بتدریج نظر انداز کرتے کا رویہ شروع ہو چکا تھا۔ علم فقہ کے فروغ کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ علم حدیث سے دلچسپی بہت کم ہوگئی یا صرف ایسی

احادیث تک محدود رہی جو کسی فقہی مسلک کی ضرورت پوری کرنے کے لیے موزوں تھیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ اپنے مسلک کی تائید کے لیے ضعیف حتیٰ کہ موضوع احادیث کو بھی قابلِ قبول بنانے کے لیے دلائل پیش ہونے لگے۔ فتنۂ وضع حدیث کے رواج پانے اور نام نہاد محدثین کے اپنی کتابوں میں انھیں نقل کرنے اور ان کے بارے میں سکوت اختیار کرنے کی وجہ سے اس صورتِ حال میں بقول امام صغانی اصل مذہب ہی خطرے میں پڑ گیا۔[۱۱] ان حالات میں انھوں نے علم حدیث کی خدمت میں دو محاذوں پر قابلِ قدر کام کیا۔

۱۔ موضوع روایات کی جانچ پڑتال اور پہچان کے لیے درایتی معیار بیان کیے۔ اصول وضوابط نقل کیے، خود "موضوعات" پر کتابیں لکھیں، دیگر مصنفین کی کتابوں میں صحیح اور ضعیف کی نشان دہی کی، نیز ضعیف اور متروک راویوں کی فہرست تیار کی۔ اس طرح موضوع روایات کے بہانے حدیث نبوی کے جواہرات کے اصلی خزانے میں وضعی اور جعلی خزف ریزوں کے دخل کا بہت اچھے طریقہ سے سدباب کیا اور حفاظتِ حدیثِ نبوی کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

۲۔ دوسری طرف صحیح احادیث کی اشاعت و ترویج کی کوشش کی، صحیح بخاری کا مستند نسخہ مرتب کیا، بخاری کی مختصر شرح لکھی، بخاری و مسلم کی قولی احادیث سے "مشارق الانوار" نامی مجموعہ تیار کیا اور صحیح احادیث کا انتخاب کرکے نئے مجموعے تیار کیے۔

امام صغانی کی علم حدیث میں چھوڑی ہوئی کتابیں درج ذیل ہیں۔

الدر الملتقط فی تبیین الغلط

ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر القضاعی (۴۵۴ھ/ ۱۰۶۲ء) کی "الشہاب فی الحکم و الامثال والآداب" اور ابوالعباس شہاب الدین احمد بن معد بن عیسی الاقلیشی (۵۵۰ھ/ ۱۱۵۵ء) کی "النجم المذیل علی الشہاب (النجم من کلام سید العرب والعجم)" میں موجود موضوع احادیث کو امام صغانی نے "الدر الملتقط" میں جمع کر دیا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ عوام الناس میں مشہور بعض روایات کو انھوں نے تیسرے نمبر پر نقل کیا ہے۔ چوتھے نمبر پر ایک سند سے مروی موضوع روایات پر راہنمائی کی غرض سے ایسے رواۃ یا کتب کے نام جمع کر دیے ہیں۔

اس کتاب میں مختلف رواۃ یا کتب سے ۸۸ موضوع روایات درج کی گئی

ہیں جن میں قضاعی کی "الشہاب" سے ۵۶، اقلیشی کی "النجم" سے ۱۴، عوام الناس میں مشہور ۱۱ اور باقی ماندہ ابن ودعان الموصلی کی "الاربعون الودعانیۃ"، محمد بن سرور البلخی کی کتاب "فضائل الاعمال" وصایا علی بن ابی طالب، قرآنی سورتوں کے فضائل میں مروی روایات کے علاوہ ابوالدنیا عثمان بن خطاب، جعفر بن سطور الرومیؒ، یسر بن عبداللہ، خراش بن عبداللہ، ابو یکش دینار الحبشی، ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ الفارسی اور سمعان المہدی کی روایت کردہ مسند انس پر نشان دہی کی ہے۔

یہ کتاب ابوالفداء عبداللہ القاضی کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیہ، بیروت سے ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ "موضوعات الصغانی" اور "اسامی الضعفاء والمتروکین عند ائمۃ الحدیث للصغانی" بھی موجود ہے۔

۲۔ الرسالۃ فی الموضوع (موضوعات الصغانی)

امام صغانی نے موضوع احادیث کی جانچ پڑتال کے لیے بعض درایتی معیار اس کتاب میں جمع کر دیے ہیں۔ پہلے متروک و وضّاع رواۃ کی نشان دہی کی ہے۔ پھر بعض موضوع احادیث نقل کی ہیں اور جگہ جگہ بعض درایتی معیاروں کی طرف راہنمائی کی ہے کہ ان سے متعلق جملہ احادیث موضوع ہیں۔ مثلاً فارسی الفاظ کی حامل احادیث، رتنیات، تربوز، بینگن، لہسن، پیاز اور مساجد میں چراغ، قندیل وغیرہ کی فضیلت والی احادیث نیز ماہ رجب کی فضیلت میں بیان شدہ جملہ احادیث کو انھوں نے درایتی طور پر موضوع ٹھہرایا ہے اس کتاب میں ۲۴۵ احادیث نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض "الدر الملتقط" میں بھی منقول ہیں۔ بعض روایات بطور صحیح حدیث بھی لائے ہیں۔ اور کہیں کہیں بعض صحیح، حسن احادی کو بھی موضوع قرار دے دیا ہے۔ مثلاً حدیث نمبر ۶۲ مسلم کی روایت کردہ صحیح حدیث الدنیا سجن المومن[۱۱] ہے۔

امام صغانی نے جن صحیح یا حسن احادیث کو موضوع گردانا ہے وہ رسالہ میں مجموعی طور پر موجود احادیث کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کی جا سکتی ہیں۔ انھیں زین العراقی (۸۰۶ھ/ ۱۴۰۴ء) نے ایک جزء میں الگ کر دیا ہے۔ یہ مخطوطہ دار الکتب المصریہ میں محفوظ ہے[۱۲]۔ اس لیے محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری (۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء) کا یہ کہنا کہ "ان دونوں کتابوں میں امام صغانی نے بکثرت

غیر موضوع احادیث بھی درج کردی ہیں[۱۴]" حقیقتِ حال کے خلاف نظر آتا ہے۔ غالباً ان کے پیش نظر کتانی (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء) کا یہ بیان رہا ہے :

جمع فیهما الاحادیث	انھوں نے ان دونوں کتابوں میں
الموضوعة وادرج فیهما	موضوع احادیث جمع کردی ہیں اور
کثیرا من الاحادیث التی لم	بہت سی ایسی احادیث بھی شامل کردی
تبلغ درجة الوضع"[۱۵]	ہیں جو وضع کے درجے تک نہیں پہنچتیں۔

حالانکہ کتانی کی مہیا کردہ بعض معلومات کے ناقص ہونے سے اہل علم خوب واقف ہیں۔

امام سخاوی (۹۰۲ھ/۱۴۹۶ء) کے مطابق "موضوعات الصغانی" میں صحیح، حسن اور بہت تھوڑے ضعف والی ضعیف احادیث بھی موجود ہیں[۱۶]۔ "المقاصد الحسنة" میں بھی امام سخاوی نے اسی بنیاد پر عراقی کا امام صغانی پر رد نقل کیا ہے[۱۷]۔ اس عجلت یا شدت پسندی کی بنا پر انھیں ابن الجوزی (۵۹۷ھ/۱۲۰۰ء) مجدالدین الدین فیروز آبادی صاحب "القاموس" و "سفر السعادة" اور مجد الدین ابوطاہر محمد بن طاہر فیروز آبادی (۸۱۷ھ/۱۴۱۵ء) جیسے متشددین میں شمار کیا گیا ہے[۱۸] لیکن اس کے باوجود ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) نے "الموضوعات الکبری" عجلونی (۱۱۶۲ھ/۱۷۴۸ء) نے "کشف الخفاء" شوکانی (۱۲۵۰ھ/۱۸۳۲ء) نے "الفوائد المجموعة" اور دور حاضر کے نامور محدث ناصر الدین البانی نے "سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة" وغیرہ میں احادیث پر امام صغانی کے وضع کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے بطور سند نقل کیا ہے۔

امام صغانی نے دونوں کتابوں میں احادیث کو موضوع ٹھہراتے ہوئے کوئی ماخذ بیان نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی خاص ترتیب مدنظر رکھی ہے۔ درایتِ حدیث کے حوالے سے جو بعض معیار انھوں نے بیان کیے ہیں یہ ان کی نقدِ حدیث میں داخلی نقد یعنی درایتی معیاروں کے قائل ہونے کی واضح دلیل ہے۔ نقدِ حدیث کے لیے ضعیف، متروک رواۃ کے حوالے سے نقد کے علاوہ عقلی و درایتی معیار نقل کرکے صدیوں پیشتر ابنائے برصغیر کی اس میدان میں انھوں نے بہت ہی مثالی راہنمائی فرمادی ہے تاکہ آنے والی نسلیں ہر دو معیاروں پر احادیث کو پرکھ کر ہی قبول کریں۔ اخذو

قبولِ حدیث میں اگرچہ وہ روایتی، درایتی ہر دو معیاروں کے حامی ہیں لیکن صحیح حدیث کے وحیِ الٰہی ہونے میں وہ کسی قسم کے شک وشبہہ کا شکار نظر نہیں آتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "آج روئے زمین پر موجود مومنین میں سے سو سال بعد کوئی بھی باقی نہیں ہوگا"[۱۹] موضوعات ص ۳۲ (نمبر ۲۲) پر یہ حدیث نقل کرکے آخر میں لکھتے ہیں: " وَمَا ینطق عن الھوی، ان ھوالا وحی یوحی"[۲۰] یعنی یہ پیشین گوئی سو فی صد برحق ہے کیونکہ قرآن کے مطابق حدیث وحی اور منزل من اللہ ہے۔ چونکہ وحی کا الٰہی علم قطعی اور یقینی ہے لہٰذا یہ حدیث بالکل سچ ہے اور اس دور کے بعد رتن ہندی جیسے کذّاب اگر دعویٰ صحابیت کرتے ہیں تو بالکل جھوٹے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وحی غیر متلو یعنی حدیث کی صداقت وقطعیت کا اقرار اس کے منزل من اللہ اور وحی ہونے کی بنا پر ہی کرتے تھے۔

موضوع روایات کی بر سر منبر ومجلس زبانی اور کتب میں تحریری نقل میں تساہل پر وہ مفسرین، نام نہاد محدثین، فقہا، صوفیا، اور واعظین پر شدید گرفت کرتے ہیں[۲۱] اور سنتِ نبوی کے بارے میں حصولِ علم میں کمی اور عمل میں کجی کا شکوہ کرتے ہیں۔ کہ علمائے حدیث کے ہاں بھی رسوخ فی الحدیث باقی نہیں رہا اور موضوع روایات اس دور میں بکثرت پھیل گئی ہیں۔

حدیثِ نبوی کے بارے میں ایسے شدید جذبات رکھنے والے نامور محدث سے خود الفاظِ حدیث نبوی کو نقل کرنے میں تساہل ہوگیا ہے۔ مثلاً حدیثِ نبوی "لیس الکذب علیّ کالکذب علی غیری"[۲۲] کا متن نقل کرکے آگے لکھتے ہیں کہ بعض طرق میں " سیکذب علی" کے الفاظ بھی ہیں[۲۳] حالانکہ یہ الفاظ کسی روایت میں نہیں پائے جاتے ہیں[۲۴]

موضوعات الصغانی کے قاہرہ، برلن، استانبول جیسے مقامات پر خطی نسخے موجود ہیں۔ مصر سے شیخ قاوقجی کی " کتاب اللؤلؤ" کے ساتھ بھی مطبوع ہے۔ اس کے علاوہ نجم عبدالرحمٰن خلف کی تحقیق وتخریج کے ساتھ یہ دار المامون للتراث، دمشق / بیروت کی طرف سے پہلی بار ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۰ء میں اور دوسری بار ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کے آخر پر "اسامی الضعفاء و

المتروکین عند ائمۃ الحدیث للصغانی" بھی موجود ہے۔

۳۔ اسامی الضعفاء والمتروکین عند ائمۃ الحدیث

یہ دو ورقہ رسالہ ۱۵ ضعیف اور متروک رواۃ حدیث کے صرف ناموں پر مشتمل ہے۔ اوپر ذکر کردہ ہر دو محققہ مطبوعہ کتب کے آخر میں شامل ہے۔

۴۔ شرح الجامع الصحیح للبخاری

صحیح بخاری کی ایک جلد میں مختصر شرح ہے جو صحیح احادیث کی تفہیم کی غرض سے لکھی گئی تھی۔[۲۵]

۵۔ مصباح الدجیٰ من صحاح احادیث المصطفیٰ

صحیح احادیث کی جمع واشاعت کی غرض سے تیار کردہ ایک مجموعہ ہے جس میں اسانید محذوف ہیں۔[۲۶]

شیخ فریدالدین محمود بن علی ناگوری (۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء) نے امام صغانی کے ہند میں مشاغل کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ وہ ایک دن "مصباح الدجیٰ" کے سماع کا لوگوں کو موقع مہیا کرتے تھے جس میں قاضی حمیدالدین اور قاضی کمال الدین جیسے اہم لوگ بھی شریک ہوا کرتے تھے۔[۲۷]

۶۔ الشمس المنیرۃ من الصحاح المأثورۃ

صحیح احادیث کے نئے مجموعے تیار کرنے کی غرض سے امام صغانی نے یہ دوسرا مجموعہ بھی تیار کیا۔ بروکلمان کے مطابق مشہد میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔[۲۸]

۷۔ مشارق الانوار

مذکورہ بالا "مصباح الدجیٰ" اور "شمس المنیرۃ" کے مقبولیت عامہ پانے پر بخاری ومسلم کی قولی احادیث سے انتخاب کرکے "یہ کتاب" مرتب کی جو تاحال مقبول ومشہور ہے۔ یہ صحیحین کی ۲۲۵۳ احادیث پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ۳۲۷ صرف صحیح بخاری میں، ۸۷۵ صرف صحیح مسلم میں اور ۱۰۵۱ دونوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ کتاب ۱۲ ابواب میں منقسم ہے۔ ہر باب میں کئی فصلیں ہیں۔ احادیث ابتدائی الفاظ کے اعتبار سے حروفِ تہجی کی عجیب ترتیب پر قلم بند کی گئی ہیں۔ جدت کے ساتھ قائم کردہ ۱۲ ابواب کی ترتیب یوں ہے۔

۱۔ مَن موصولہ یا مَن استفہامیہ سے شروع ہونے والی احادیث
۲۔ اِن سے شروع ہونے والی احادیث۔
۳۔ لا سے شروع ہونے والی احادیث۔
۴۔ اذ، اذا سے شروع ہونے والی احادیث۔
۵۔ ما مع انواع اور یا مع انواع سے شروع ہونے والی احادیث۔
۶۔ قد، لو، بین وغیرہ سے شروع ہونے والی احادیث۔
۷۔ مبتداء، معرب وغیرہ سے شروع ہونے والی احادیث۔
۸۔ اس میں چھ فصلیں ہیں۔
۹۔ عدد وغیرہ سے شروع ہونے والی احادیث۔
۱۰۔ فعل ماضی سے شروع ہونے والی احادیث۔
۱۱۔ لام ابتداء سے شروع ہونے والی احادیث۔
۱۲۔ احادیث قدسیہ۔

یہ کتاب امام صغانی نے عباسی خلیفہ المستنصر باللہ کے لیے لکھی تھی[۱۲۹]
نشاۃ ثانیہ سے قبل کے دور میں شمالی ہند میں علم حدیث کی اشاعت میں اس کتاب سے غیر معمولی مدد ملی۔ شائقین دور دراز سے سفر کر کے اس کا درس لینے لگے۔ ایک عرصے تک ہندوستان میں علم حدیث میں فقط یہی کتاب رائج تھی۔ اس کی کئی ایک شروح، انتخابات اور خلاصے لکھے جا چکے ہیں۔ عالم اسلام کے ممتاز علماء نے اس کی ڈھائی ہزار سے زیادہ شروح و حواشی لکھے ہیں[۱۳۰] مولوی خرم علی بلہوری کا اردو ترجمہ کراچی سے مطبوع ہے۔

امام صغانی بڑے فخر سے اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں عرصۂ دراز سے اس بات کا متمنی تھا کہ خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو اور میں ان سے حدیث کی صحت معلوم کر کے "عالی سند" ہو کر حدیث بیان کروں اور آپؐ کی وفات کے بعد ان کے خیال میں یہ صرف خواب کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اس آرزو پر سال یا کئی سال گذر گئے حتی کہ بتاریخ ۱۸ ذی القعدہ ۶۱۱ ہجری ہفتے کی رات سحری کے وقت خوش قسمت گھڑی آن پہنچی جس کے وہ عرصۂ دراز سے منتظر تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ عشائیہ تناول فرما رہے ہیں اور صغانی مغرب کی نماز ادا کر رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی دعوت دی۔ انھوں نے فوراً دعوت میں شمولیت کرتے ہوئے موقع کی مناسبت سے پوچھا کیا یہ حدیث "اذا وضع العشاء واقیمت الصلاۃ فابدءوا بالعشاء" صحیح ہے آپ نے فرمایا "نعم" (ہاں)[۳۱] یوں وہ اپنے آپ کو "عالی سند" ہونے کے شرف سے ممتاز خیال کرنے لگے۔ اپنی موضوعات میں بعض صحیح احادیث کو موضوع قرار دینے والے، حکیم ترمذی (۳۲۰ھ/ ۹۳۲ء) کی حضرت خضر سے منسوب روایات پر بحث کرتے وقت خوب گرفت کرنے والے اور انھیں رتنیات قرار دینے والے[۳۲] محدث کی بذریعۂ خواب عالی سند ہونے کی خواہش بڑی عجیب ہے کیونکہ محدثین کے ہاں بذریعہ خواب اخذ و تحمل حدیث کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے[۳۳]

"مشارق الانوار" دیگر بہت سی طبع کے علاوہ "الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم" کے نام سے بھی مطبوع ہے[۳۴]

۸۔ ترتیب احادیث المشارق

ڈاکٹر احمد خاں صاحب کی تحقیق کے مطابق مکتبہ توپ کاپے سرائے، استانبول میں مخطوطات الحدیث والفقہ کے تحت نمبر ۲۸۸۲ پر موجود ہے[۳۵]

۹۔ کتاب اسامی شیوخ البخاری[۳۶]

اس کا ایک مخطوطہ بخطِ مولف مکتبہ سلیمانیہ، استانبول (حصہ: قاراچلی زادہ) نمبر ۶۸ پر موجود ہے۔ ۱۷ اوراق پر مشتمل یہ تصنیف ۶۴۴-۶۵۰ھ کے درمیان معرضِ وجود میں آئی۔ امام صغانی لکھتے ہیں کہ میں نے شیوخ صحیح بخاری کے اسمائے گرامی اس میں جمع کیے ہیں..... اور امام مسلم اپنی کتاب میں ان شیوخ سے روایت کرنے میں امام بخاری کے شریک ہیں اور دونوں ان پر متفق ہیں۔" (مخطوطہ: ورق ۱، ورق ۵) اس کتاب میں صحیح بخاری کے ۴۰۱ شیوخ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ (مخطوطہ: ورق ۴)

اپنے قیام ترکی (۱۹۸۹-۱۹۹۴ء) کے دوران میں نے مواد مقالہ برائے Ph.D. جمع کرنے کی غرض سے ارباب علم و دانش اور اہل تحقیق و تدقیق کو ایک سوالنامہ ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں جناب ڈاکٹر احمد خاں صاحب (ادارۂ تحقیقات اسلامی

اسلام آباد) نے اپنے تحقیقی کاموں کے بارے میں جو معلومات فراہم کی تھیں ان میں اس کتاب پر بھی تحقیقی کام کا ذکر تھا۔ سلجوقی یونیورسٹی ، قونیہ (ترکی) کے ایک ریسرچ اسکالر بھی اس پر تحقیقی کام کرنے کے لیے بالکل تیار تھے۔

۱۰۔ رسالۃ فی الاحادیث الواردۃ فی صدر تفسیر فی فضائل القرآن وغیرھا

یہ رسالہ ڈاکٹر عزہ حسن کو استانبول کی مختلف لائبریریوں سے ملا ہے[۳۷]

۱۱۔ رسالۃ فی الحدیث الموضوع فی فضائل القراءۃ۔

ڈاکٹر احمد خاں صاحب نے کتب حدیث کے تحت اس رسالے کو بھی ذکر کیا ہے۔[۳۸]

۱۲۔ در السابہ فی بیان مواضع وفیات الصحابۃ۔[۳۹]

مکتبہ سلیمانیہ استانبول، نمبر ۱۰۴۲/ ۵۷ پر موجود مخطوطہ کے مطابق اس کتاب میں امام صغانی نے حروف تہجی کے اعتبار سے ۷۶۳ صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی ان کے مقام وفات کی تعیین کے ساتھ درج کیے ہیں۔ "ابو" کی کنیت کے ساتھ مشہور صحابہؓ کے نام الگ آخر میں نقل کیے ہیں۔ متن میں قاری کی سہولت کی خاطر پہلے حرف تہجی اور پھر اس سے شروع ہونے والے ناموں کی فہرست ہوتی ہے ہر نام کے ساتھ مات، توفی، قتل، استشہد جیسے الفاظ کے بعد جگہ کا نام درج ہے۔ کنارے ہر حرف سے شروع ہونے والے ناموں کی الگ الگ تعداد بھی درج ہے اور آخر میں کل تعداد ۷۶۳ واضح کردی ہے۔

۱۳۔ نقعۃ الصدیان

مکتبہ سلیمانیہ، استانبول (حصہ: داماد ابراہیم پاشا) نمبر ۳۹۴ پر موجود مخطوط کے مطابق امام صغانی اس کتاب میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں چار موضوعات زیر بحث لائے ہیں۔

۱۔ شرف صحابیت کے بارے میں مختلف فیہ آرار کے حامل افراد۔

۲۔ امہات کی طرف منسوب صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی

۳۔ وہ صحابہ کرامؓ جن کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیے تھے۔

۴۔ مؤلفۃ القلوب کے اسماء۔

امام صغانی نے اس کتاب میں اپنی ضخیم اور مفصل "مجلۃ العجلان" نامی کتاب کا اختصار پیش کیا ہے[۴۰] ہر موضوع میں حروف تہجی کی ترتیب مدنظر رکھی گئی ہے۔ موضوع کے انتخاب اور ترتیب میں امام صغانی کی جدت پسندی اور علمی قابلیت خوب کھل کر سامنے آتی ہے۔ راقم مقالہ ہذا کے پاس مخطوط کی فوٹو کاپی موجود ہے۔ ڈاکٹر احمد خاں صاحب کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ الایمان، مدینہ منورہ (۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

۱۴۔ کتاب درجات العلم والعلماء

ڈاکٹر زبید احمد نے اسے علوم حدیث کے تحت امام صغانی کی کتب میں درج کیا ہے[۴۱]

۱۵۔ تصحیح وترتیب صحیح بخاری۔

امام صغانی کا نام صحیح بخاری کے مرتب کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مشہور مستشرق منگانا (A. Mingana) کی تحقیق کے مطابق عرب، ہند، ایران میں صحیح بخاری کا مقبول و متداول نسخہ امام صغانی کا مرتب کردہ ہے[۴۲]

امام صغانی نے روایہ الفربری، روایہ الحموی، روایہ ابی الہیثم اور روایہ اسحٰق المسملی سے بعد از موازنہ تصحیح کرکے یہ نسخہ تیار کیا۔ جس کی نقل John Rylands Library میں موجود ہے۔[۴۳]

الغرض چھٹی ساتویں ہجری سے تعلق رکھنے والے فرزند لاہور امام صغانی اپنے دور کے نامور محدث ہیں اور مشارق الانوار اس عہد کی اہم ترین لیکن منفرد ہندی خدمتِ حدیث ہے۔ یہ لغوی محدث اپنی ادبی لغوی کتابوں میں بھی جگہ جگہ بطور استشہاد احادیث نقل کرتے ہیں۔ جملہ کتابوں کی ورق گردانی کے بعد ان احادیث کی تخریج و تنقید، وقت، وسائل اور علمی واقفیت کی متقاضی ہے۔ مذکورہ بالا کتب حدیث کے علاوہ ان کی دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد ہی امام صغانی کا فنِ حدیث میں صحیح مقام و مرتبہ متعین ہونا ممکن ہے۔

حواشی ومراجع

۱؎ ابن خلکان، وفیات الاعیان (بیروت؟) ج ۵، ص ۱۸۰-۱۸۱۔
۲؎ ڈاکٹر محمد اسحاق، علم حدیث میں پاک وہند کا حصہ، (لاہور، ۱۹۷۷ء، اردو ترجمہ: شاہد حسین رزاقی) ص
۳؎ السمعانی، ابوسعد عبدالکریم بن محمد، الانساب، (بیروت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، تحقیق: عبداللہ عمر البارودی) ج ۵، ص ۱۴۸۔
۴؎ فکر ونظر، اسلام آباد، جلد ۳۴، شمارہ ۳ (رمضان۔ ذیقعدہ۔ ۱۴۱۷ھ جنوری۔ مارچ ۱۹۹۷ء) ص ۸۳ تا ۹۵ مقالہ بعنوان "امام رضی الدین حسن الصغانی بدایونی یا لاہوری؟ جناب زاہد منیر عامر صاحب نے اس تاریخی مغالطے کا علمی وتحقیقی طور پر خوب رد کیا ہے کہ آپ بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔
۵؎ بلگرامی، میر غلام آزاد، ماثر الکرام، (کراچی، ۱۹۸۳ء اردو ترجمہ: شاہ خالد میاں فخری) ص ۲۵۳-۲۵۴
۶؎ امام صغانی، کتاب الانفعال (اسلام آباد، ۱۹۷۷ء، مقدمہ از الاستاذ احمد خان) ص ر، ح، تا رک ملخصًا۔
۷؎ تقی الدین محمد بن احمد الحسینی الفاسی المکی، العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین (بیروت، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، تحقیق: فواد سید) ج ۴، ص ۱۷۷، الدمیاطی، معجم الشیوخ (مخطوط، مکتبہ الدار القوسیہ، تونس، نمبر ۹۱۱) ورق ۱۸۱ بحوالہ الدراسات الاسلامیہ (اسلام آباد، جلد ۳۳، عدد ۲، لغوی نابغہ من مدینہ لاہور، مقالہ نگار: سید رضوان علی الندوی) ص ۲۰
۸؎ الفارانی، محمد بن صالح بن نوح، ایقاظ ھمم اولی الابصار (گوجرانوالہ، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) ص ۴۲
۹؎ تفصیلات کے لیے دیکھئے: ابن قطلوبغا، تاج التراجم (بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، تحقیق ابراہیم صالح) ص ۸۷-۸۹، ابن العماد، شذرات الذہب، دمشق/بیروت ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، تحقیق: عبدالقادر الارناؤوط، محمود الارناؤوط) ج ۷، ص ۳۱۲-۴۳۲، الکتبی محمد بن شاکر، فوات الوفیات (تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس) ج ۱، ص ۳۵۸-۳۶۰، الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات (بیروت، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) ج ۱۲، ص ۲۴۰-۲۴۳ (نمبر ۲۱۹) ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ (مصر) ج ۷، ص ۲۶، السیوطی بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ (بیروت، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم) ج ۱، ص ۵۱۹-۵۲۱

(نمبر ۷۶-۱) یاقوت الحموی، معجم الادباء (بیروت) ج ۹، ص ۱۸۹-۱۹۱، الخوانساری، روضات الجنات (تہران، ۱۳۹۰ھ) ج ۳، ص ۹۴-۹۶، القرشی، الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ) ج ۱، ص ۲۰۱-۲۰۲، الذہبی، سیر اعلام النبلاء، (بیروت ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء تحقیق: فہیم محمد شلتوت، محمد مصطفیٰ ابراہیم) ج ۲، ص ۱۵۶-۱۵۷، العبر فی خبر من غبر (بیروت، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء تحقیق: ابو ہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول) ج ۳، ص ۲۶۵، تقی الدین الفاسی، العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین، ج ۴، ص ۱۷۶-۱۷۹، تاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ، (قاہرہ ۱۹۶۸ء، ۱۹۵۰ء) تحقیق: کامل کامل بکری) ج ۱، ص ۱۱۲-۱۱۴، عبدالحی الحسنی، نزہۃ الخواطر، (حیدرآباد دکن، ۱۳۵۰ھ) ج ۱، ص ۱۳۷، ۱۴۱، قاضی اطہر مبارکپوری، رجال السند والہند، (قاہرہ) ص ۹۲-۹۵، زرکلی، خیر الدین، الاعلام، (بیروت ۱۹۷۹ء) ج ۲، ص ۲۱۴، کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین (دمشق، ۱۳۷۶ھ/۱۹۷۹ء) بروکلمان (GAL) (لیڈن، ۱۹۴۳ء) ج ۱ ص ۴۴۳-۴۴۴، ضمیمہ ج ۱ ص ۶۱۳-۶۱۵۔

۱۰۔ موضوعات الصغانی (بیروت ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) تحقیق: نجم عبدالرحمٰن خلف) ص ۲۵۔

۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد، فصل: الدنیا سجن المومن، عن ابی ہریرۃ۔

۱۲۔ نجم عبدالرحمٰن، موضوعات الصغانی، ص ۱۱۷

۱۳۔ مبارک پوری، عبدالرحمٰن، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، (مبارکپور/اعظم گڑھ ۱۳۵۹ھ) ص ۱۴۴

۱۴۔ الکتانی، الرسالہ المستطرفہ (کراچی، ۱۳۷۹/۱۹۶۰ء) ص ۱۲۴

۱۵۔ سخاوی، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث (جامعہ سلفیہ بنارس، ۱۴۰۷/۱۹۸۷ء) تحقیق: علی حسین علی) ج ۱، ص ۲۹۸-۲۹۹۔

۱۶۔ سخاوی، المقاصد الحسنۃ (بغداد، ۱۳۷۵ھ/۱۹۸۶ء) ص ۱۱۶

۱۷۔ الکتانی، الرسالہ المستطرفہ، ص ۱۲۴، مبارک پوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۱۴۴

۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب بیان معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رأس مائۃ سنۃ لایبقی نفس منفوسۃ ممن ہو موجود الآن

۱۹۔ سورۃ النجم: ۳-۴

۲۰۔ نجم عبدالرحمٰن، موضوعات الصغانی ص ۲۶ (نمبر ۷) ص ۲۵ (نمبر ۵) ص ۲۴ (نمبر ۴)

۲۱۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من النیاحۃ علی المیت

۲۲ھ نجم عبدالرحمٰن، موضوعات الصغانی، ص۲۴۔
۲۳ھ ملا علی قاری، الموضوعات الکبریٰ (مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل) ص۲۲۱، عجلونی، کشف الخفاء... (بیروت، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء تحقیق: احمد القلاش) ج۱ص ۵۶۵، البیرونی، اسنی المطالب ص۱۲
۲۴ھ حاجی خلیفہ، کشف الظنون (طہران، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) ج۱ ص۵۵۳، محمد عصام عزار الحسینی اتحاف القاری (دمشق، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء) ص ۱۱۳-۱۱۴
۲۵ھ ابن الملک، عبداللطیف بن عبدالعزیز (۷۹۷ھ/ ۱۳۹۴ء) مبارق الازہار شرح مشارق الانوار (استانبول ۱۳۱۱ھ) ج۱ص۱۷۔
۲۶ھ ناگوری، فریدالدین، سرور الصدر (مخطوطہ، پاکستان، ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی) ورق ۱۳۲۱ بحوالہ مقدمہ کتاب الانفعال ص رم
۲۷ھ بروکلمان، ضمیمہ، ج۱، ص ۶۱۵۔
۲۸ھ الفریوائی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار، جہود مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطہرۃ، بنارس ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء ص ۳۴۔
۲۹ھ مبارک پوری، مقدمۃ تحفۃ الاحوذی، ص ۱۳۵-۱۳۶
۳۰ھ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، آب کوثر، (لاہور ۱۹۹۰ء) ص ۹۲
۳۱ھ ابن الملک، مبارق الازہار، ج۱ ص۲۹۴
۳۲ھ نجم عبدالرحمٰن، موضوعات الصغانی، ص ۳۲
۳۳ھ قاسمی، محمد جمال الدین، قواعد التحدیث۔ باب الرد علی من یزعم تصحیح بعض الاحادیث بالکشف بأن مدار الصحۃ علی السند
۳۴ھ سرورق درج ذیل شکل میں پایا جاتا ہے۔

الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم (مشارق الانوار النبویۃ علی صحاح الاخبار المصطفویۃ)
تصنیف: رضی الدین ابوالفضائل الحسن بن محمد الصغانی (۵۷۷-۶۵۰ھ)
اعتنی بہ وعلق علیہ
اشرف بن عبدالمقصود
مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء، الطبعۃ الاولیٰ

۳۵ھ مقدمۃ کتاب الانفعال، ص ۲۵۲

۳۶ه فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی (سعودیہ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء تعریب: د۔ محمود فہمی حجازی۔ ج ۱ ص ۲۵۲
۳۷ه ڈاکٹر محمد طفیل، علمائے پنجاب کی خدمات علوم دین (بزبان عربی) مقالہ Ph. D: لائبریری ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد) ص ۱۷۸ بحوالہ مجلۃ مکتبۃ الامام الاعظم۔ ج ا شمارہ ص ۱۴۳
۳۸ه مقدمۃ کتاب الانفعال ص/ث
۳۹ه فواد سیزگین، دراسۃ فیما تحتویہ مکتبات استنبول (جرمنی ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء) ج ۳، ص ۳۶۱
۴۰ه امام صغانی، نقعۃ الصدیان (مخطوط: سلیمانیہ، حصہ: داماد ابراہیم پاشا، نمبر ۲۹۴) ورق ا رب
۴۱ه ڈاکٹر زبید احمد، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، (لاہور، ۱۹۸۷ء اردو ترجمہ: شاہد حسین رزاقی) ص ۲۷۹

ه42 Manuscript of Tradition of Bukhari. (Canmbridge 1936)
P. 19 Mingana A. An important

ه43 Cat. Minganas P. 205-207 (No. 125 (238)
Catalongue of the Arabic Manuscripts in the John.
A. Mingena D. D. Ryands Library Mancchester (Manchoster 1934)

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی ایک اہم پیش کش
مولانا سید جلال الدین عمری کی کتاب
اسلام اور مشکلات حیات

- اس دنیا میں اللہ تعالی کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟
- اللہ تعالی کے نیک بندوں کو ملی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟
- امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
- مرض اور مشکلات حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟
- مرض کی شدت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جا سکتی؟

یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، مؤثر انداز بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب۔ آفسیٹ کی حسین طباعت، خوب صورت سرورق۔ ضخامت ۸۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپے
ملنے کا پتہ: مینجر مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱